

کیا باد صفت تنہائی کے یہ بھی اسطرح اُن پر	کہ انہن سے کسی کو اتنا اٹھائی نئی فرست
گرا پھر چار سو سے لشکر آتش پر شام کا سارا	نہ سو جھاپنے لڑ مرنے سوا اسکو بھی کچھ پارا
نمان ابرق نے آکر تیر ایسا سینے میں مارا	کہ اسکو ایک ذرہ تلملانے کی نئی فرست
تو کیا گشت اسطرح نوشتہ کوزیر گنبد گردان	سروئے آگے سر اسکا چلے نیرہ پہلے دونان
بڑھیں ان اشتر و نیر سوہ صین جنکے نہ تھا پالان	دو لہن تک پہنچ عمل کے ہٹا نیکی نئی فرست
یہا وہ لے چلے وہ ننگوئے کے حال کو سن کے	جگر آتش سے غم کی سینہ بچ جاؤ بل بھٹکے
کالیں میچکر کا شاہجے گر پاؤن میں اُنکے	بھنا پیشیوں نے اتنے ٹھہر جانکی نئی فرست
غرض اس شادی کے غم نے جگر آفاق کا بھونا	کہ دن مذکور خلعت کا جو تہہ کے ہوا ہم دونان
گئے لے ذرہ ذرہ گوشت نیر دن سے وہ ملعونا	کفن بھی اسکی میت کو بھنا نیکی نئی فرست
بیرات اور بیاہ ہو تو دیکھتے ہیں ناکس و کس میں	یہی دو لہن دو لہن ہکو نظر آئے نہ رنگر میں
رہی منہ دیکھنے کی آرزو دونوں کو آپس میں	قتلے آرسی مصحف دکھائی نئی نئی فرست
آرے شادی کہ جسکی نقل سن آفاق میں ہر سو	گریبان چاک آہ ہر مرد ہر زن کی پریشان ہو
سنا سو دا اب یہ مرثیہ جن کی تو پھر اسکو	کہ جو غم نے خوشی سے دل لگائی نئی نئی فرست

## مرثیہ

لگا وطن سے جو ہونے روان حسین غریب	پیام دے تھا سوسے دوستان حسین غریب
ملو تو مل لو کوئی دم ہی یا حسین غریب	پھر اسکے بعد گدھر تم کہاں حسین غریب
گم دتے آئے یہ سنتے ہی سوزناک پیام	اکا بران مدینہ با اضطراب تمام
ہوے جو داخل مجالس لگا یہ کرتے کلام	انہنوں کے ساتھ باہ و وفغان حسین غریب
تقین میں اسلئے ملنے کو اپنے بلوایا	کہ یہ سفر سفر آخرت نظر آیا
گیا جو وان کو پھر اسکا نشان نہ کچھ پایا	چلا ہے تم سے ہو خصلت جہان حسین غریب
بہنوں سے تم میں یہ بندہ ہی راضی و خرسند	کیسے حق میں جو اس سے ہوا اپنی دست و بلند
کرے معاف اسکا اس بنی کی ہے سو گند	کہ جسکی آل ہواے مومنان حسین غریب
کسو کا دین جو بچھڑ سیکو یا د آدے	یہ دوستی رکھ کہ اسوقت جسکو بتلائے
نسا نخواستہ گردن ہے اپنی لہجہ دے	کسو کے قرض سے بارگراں حسین غریب

خدا ہی جانے ہے تھی عین آرزو سے حسینؑ  
 ہزار حیف فلک نے دیا نہ اس کو چین  
 میں وہ تھا کہ تھیں چھوڑتا کسی اوقات  
 کشان کشان سوے کر بل چلا قضا کی بات  
 جو چاہو بعد مرے پاؤں تم مرا احوال  
 نشان مسلخ قصاب دے گا صورت حال  
 بگوش دل یہ مری یار و آج سن لیجو  
 زمین پہ ڈال کے دو قطرے پانی پی لیجو  
 مرا ضرور ہی اتنا تو دوستوں کو درد  
 کہ ہو گا گرسنہ دلشنہ ذبح روز بزد  
 جو بانٹو اپنی محبت تم اپنے لڑکوں سے  
 رہیگا حشر کے دن آشنا بہرستوں سے  
 جو عابدین پھرے جیتا ادھر کو قسمت کو  
 غم اسکے دلکا بھلانا ہر ایک صورت سے  
 یہ سن وصیت جانتا کہ سب نے ہو کے ملول  
 کہا یہ شہ نے بھی دیکر دعا کہ پیش رسول  
 لکھا ہے راوی ز یون بھی کہ انہیں ایک صحاب  
 نبی جو خانہ خرابو یہ پوچھے دو گے جواب  
 تب اس سے ہو کے مرض تم اسکو جانے دو  
 کہیں جو فاطمہ اپنے محبوبن میں دیکھو  
 کر اسکا قطع سخن بول اٹھامشہ مظلوم  
 نہ لیون رخت بدن کاٹ کر گلا وہ شوم  
 عبت یہ فکر کرو ہو نہیں کچھ اس کا سوو  
 کیسے لاس کو تکفین کرن جو وہ مردود  
 کہتیدہ تم سے کبھو ہونہ سرور عالم

کہیں تھیں میں سدا اسکی زاریت کے  
 پڑا تھا تم میں نبی کا نشان حسینؑ غریب  
 نہیں کہ اس میں کسو کے کچھ اختیار کی بات  
 بندھا ہوا بگلو رہیساں حسینؑ غریب  
 خطوط کھینے کا میری طرف نہ کبھی خیال  
 کہ اس طرح سے پڑا ہو گا دان حسینؑ غریب  
 کسی ہی دم میں فراموش مجھ کو مست کہ جو  
 کہ ہم پیالہ تھا با دوستان حسینؑ غریب  
 غذا کی گرمی سے پانی پین تو بھر دم سرد  
 بہ خنجر ستم دشمنان حسینؑ غریب  
 سلوک اکسین کے کچھ میرے  
 خدا کے سامنے رطب اللسا  
 نہ رکھیو دور اسے اپنی تم  
 کہ اسکو سمجھے ہے بہتر ز جان حسینؑ غریب  
 باہ و مالہ کیا عوض جان و دل بول  
 کرے گا شکر تمہارا بیان حسینؑ غریب  
 یہ ہم لشینون سے کہنے لگا بچشم پر آب  
 ہوا رضا سے تمہاری روان حسینؑ غریب  
 جو روز حشر یہ بدنامی اپنے سر پر  
 کھڑا ہے با کفن خون چکان حسینؑ غریب  
 خیال محض ہے ملنا مجھے کفن معلوم  
 انہون کی یہ نہیں رکھتا گمان حسینؑ غریب  
 کفن تو حشر میں تب ہو بدن پہ خون آلود  
 کہان کفن کدھراے بعد ان حسینؑ غریب  
 ہے اکسین جرم تمہارا جو تم سے ہو

بنا کر اسکے لئے امتحان حسین غریب	کشتا ذوالی، جب سے بننا تیغ ستم
وے کو کا نہ خاطر میں وہ سن لایا	مخمس بیوں نے ہر طرح اس کو سمجھایا
اسیر و غمخنی آسمان حسین غریب	مدان دشت بلا میں باقربا آیا یہ
بیان کو اسکے تو کرتا ہے منجھ صدا ب	اب اس سے آگے جو گذرا ہوا سپہ رنج و توب
کہ خاک و خون کے رہا در میان حسین غریب	بغیر دفن کفن یہ تو جانتے ہیں سب
دلے میں کیا کہوں اسطرح تو رولاتا ہے	گر یہ مرثیہ کتنا بھون کو آتا ہے
خزادے اسکی بچے مہربان حسین غریب	کر سننے والوں کا جنت میں گھر بناتا ہے

## مرثیہ در شہادت فرزدان حضرت مسلم

پوچھا کیوں ڈھونڈھتی ہر آج تو یہ فیت علیہ	دیکھ کر مجھ کو میں مضطرب الحال نسیم
ایک کا نام محمد رحمت دوم ابراہیم	یوں مسلم کے سنے ہونگے وہ دو تھے جو یتیم
قاضی ذ قتل کی مسلم کے سنی وان جو خبر	یاب کو بعد وہ تھے کو قمرین قاضی کو گھر
ابن مرجانہ ملعون ہے یہ سخت لیس	روئے اٹنے یہ لگا کہنے کہ سنتے ہو پسر
بسکے گھر میں یہ سنوں گا کہ وہ بیٹھی ہیں پیچھے	پھیری ہر ان نے منادی کہ پسر مسلم کے
پس مناسب نہیں اس شکل میں تم بیان ہو مقیم	غارت و قتل سے وہ صاحب خانہ نہ بچے
وان سے بہتر کوئی جا کہ تمہیں اب اور نہیں	قافلہ کو فٹے سے جاتا ہر دینے کے نہیں
سنا کہ یہ کا فر ملعون ہو واصل مجھ بسیم	جا کر ساکن ہو تم اس جا کسی گوشہ میں کہیں
صبح بھی ہونے نہ پانی کہ اٹھیں بھولی راہ	غرض اس قافلے کے شب وہ ہوئی تھے ہمراہ
ہونہ جاوین وہ دو معصوم گرفتار غینم	میں اٹھیں ڈھونڈھتی پھرتی ہوں کہ نام ہو کرتا ہ
پہونچا اک شخص کیے خاک بسراں جا میں	مکن کرتے تھے آپس میں کہ اس اثنائیں
رو کو بولا وہ کہ اس غم سے مراد لہو و نیم	اسکی حالت کا سبب اس سے جو میں پوچھا میں
کہ وہ طفل آج ہوئے ظلم سے خون گر برباد	کیا تم آگے میں اظہار کر دن یہ روداد
ابن مرجانہ کا تھا بسکہ دل اُنکے میں بیم	نکلے تھے کوفے سے اک قافلے میں وہ برباد
رہ گئے پیچھے وہ معصوم گم اتے ہوئی راہ	قافلہ اس میں چلا جلد قضا رانا گاہ
نیچے اس نخل کے اک آب کا چشمہ تھا قدیم	یوں صبح تو اک نخل میں لائے وہ پناہ